© rasailojaraid.com

سخاوت مرزا قادری

قدوۃ العارفین

حضرت امیر ابوالعلا نقشبندی اکبرآبادی

قدس سرہٗ

(۲)

کتاب بحرالجمان[1] میں، امیر عبداللہ الباھرؒ کی اولاد کا شجرہ اس طرح لکھا ہے :-

حضرت عبداللہ باہرؒ

- محمد السنجری
  - محمود
  - یوسف
  - ابوتمیم رح
  - قاسم علی شاہ (ضلع ہزارہ پاکستان)
- ابو محمد حسین
- محمد ارقط
  - اسمٰعیل
  - حسین

اس طرح حضرت عبداللہ باہرؒ کی اولاد، سمرقند و بخارا، دہلی و آگرہ میں اور اس کی ایک شاخ یعنی اولاد محمد السنجری بمقام بھوگڑمنگ۔ ضلع ہزارہ۔ مغربی پاکستان میں بھی موجود ہے۔

---

[1] بحرالجمان مترجمہ محمد شاہ حسینی ہزاروی مطبوعہ لاہور سنہ ۱۳۲۲ھ صفحہ ۱۳۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

غرض حضرت امیر ابو العلاء قدس سرہ کے اجداد میں، امیر عبداللہ باہر کے احفاد میں ان کی آٹھویں پشت کے بزرگ کا نام امیر سید گیلانی لکھا ہے جس سے مترشح ہے کہ آپکے اجداد کی گیلان مضافات بغداد میں کئی پشتیں گزری ہیں۔ اس کے بعد سید گیلانی کی نویں پشت کے بزرگ امیر تقی الدین کرمانی[1] ہیں۔ جو کرمان سے بعمر اٹھارہ سال (ماوراء النہر) گئے تھے۔ اور علامہ قطب الدین رازی سے علوم ظاہری کی تلمیذ کی نیز کمالات باطنی سے بہرہ ور ہوئے جن کا سلسلہ چند واسطہ سے حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی سے ملتا ہے۔ مرزا شاہ رخ احرار سے آپ نے سمرقند میں مستقل سکونت اختیار کرلی تھی اور وہیں وصال ہوا۔ حضرت خواجہ عبید اللہ احرار جنازہ میں شریک تھے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کا وصال ۸۹۵ھ سے قبل بمقام سمرقند ہوا ان کے پوتے امیر عماد الدین[2] امیر حاج تھے۔ جو خواجہ عبید اللہ احرار نقشبندی قدس سرہٗ کے معاصر تھے اور باہم بے حد ربط و ضبط تھا اور انہیں کی صاحبزادی حضرت خواجہ احرار خواجہ عبداللہ المعروف بہ خواجہ "خواجکا" (خواجگان) سے منسوب ہوئی تھی۔ جن کا نام سلطان بیگم تھا۔ ان کے بطن سے تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں تولد ہوئیں۔ خواجہ عبدالہادی[3] خواجہ خاوند محمود، خواجہ عبدالحق (غلام محی الدین) اور زوجہ اول کی وفات کے بعد خواجہ خواجکا نے دوسرا عقد خواجہ نظام الدین برادر شیخ الاسلام خواجہ عصام الدین صاحب ہدایہ کی صاحبزادی سے ہوا تھا، جن کا شجرۂ نسب یہ ہے:۔ بنت خواجہ نظام الدین ابن خواجہ عبدالملک ابن خواجہ عماد الدین ابن خواجہ جلال الدین محمد، ابن مولانا زین الدین عبدالرحیم ابن برہان الدین علی مصنف ہدایہ[4] جن کے بطن سے بھی تین صاحبزادے اور دو صاحبزادیاں پیدا ہوئیں جن کے نام یہ ہیں:۔ خواجہ عبدالعلیم، خواجہ عبدالشہید، خواجہ ابوالفیض[5] ۔ کلاں بیگم خانزادہ بیگم

---

[2] نجات قاسم ص[؟] [3] امیر عماد الدین عرش نسبتم مضافات کرمان: نجات قاسم ص[؟] [3] خواجہ عبدالہادی معاصر مولانا جامی، حضرت جامی ان کے اتقا اور تقدس کی تعریف کیا کرتے تھے، ان کے دو صاحبزادے خواجہ عبدالکافی اور خواجہ قاسم تھے۔ خواجہ عبدالکافی شہنشاہ ہمایوں کی فوج میں ملازم تھے (باقی حاشیہ صـ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور ہمخوابہ (کنیز سے) خواجہ محمد یوسف تولد ہوئے تھے۔ (گلزار ابرار ورق ۱۰۶ مخطوطہ)
مگر غلام سرور لاہوری مؤلف خزینۃ الاصفیا[ا] میں لکھا ہے کہ خواجہ عبیداللہ ابن خواجہ احرار[۲] کو دوسری زوجہ سے صرف دو لڑکے خواجہ عبدالشہید اور خواجہ عبدالعلیم تھے اور ایک کنیز زر خرید سے خواجہ ابوالفیض تھے۔ آخر الذکر بڑے متقی اور وقاضی تھے۔ تاریخ الاولیاء[۳] مؤلفہ امام الدین گلشن آبادی میں اس کی بجنسہ ترجمانی کی گئی ہے۔ مگر گلزار ابرار اور شجرہ خاندانی میں خواجہ ابوالفیض کے متعلق اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ اس لحاظ سے گلزار ابرار کا بیان قابل وثوق ہے اور وہ ان بزرگوں کے حالات کا قریب ترین ماخذ ہے۔ جو خزینۃ الاصفیاء کے تالیف ۱۸۷۳ء (۱۲۹۰ھ) سے تقریباً تین سو سال قبل تدوین ہوا۔

اس لحاظ سے خواجہ فیضی ابن خواجہ ابوالفیض، جد مادری حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہٗ حضرت خواجہ عبیداللہ احرار کے پوتے ہوتے ہیں اور چونکہ خدمت میر صاحب قدس سرہ کے جد امجد امیر علیہ السلام کا عقد، حضرت خواجہ عبداللہ ابن خواجہ عبیداللہ احرار کی صاحبزادی سے ہوا تھا، اس لئے حضرت میر صاحبؒ کے جد امجد خواجہ احرار کے نواسے اور خواجہ احرار حضرت شیخ عمر فاروقی باغستانی کے نواسے تھے[۴]

شجرۂ مادری حضرت میر ابوالعلا قدس سرہٗ درج ذیل ہے:۔

والدہ ماجدہ حضرت امیر ابوالعلاؒ بنت خواجہ محمد فیض المعروف بہ فیضی، ابن خواجہ عبداللہ (خواجۂ خواجگان) ابن خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہٗ از بطن بنت خواجہ محمود ابن شہاب الدین محمود - شیخ خاوند طہور ابن شیخ عمر باغستانی[۵] سید تاج الدین درغمی[۶] خواجہ احرار قدس سرہ جد مادری خواجہ شیخ عمر باغستانی (تاشکندی) تھے۔ جن کا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) کسی معرکہ میں دریا میں غرق ہوگئے۔ خواجہ قاسم حجاز گئے۔ مولانا اسمٰعیل شیروانی سے بیعت کی تھی پھر اپنے چچا عبدالحق سے (بحر ذخار قلمی ص ۱۵۹۲)۔ [ا] گلزار ابرار قلمی آصفیہ ورق ۱۰۶ - تالیف ۱۰۰۸ھ [۲] خزینۃ الاصفیا ص ۵۹۷ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۱۸۷۳ء [۳] تاریخ الاولیا مؤلفہ امام الدین مطبوعہ ص ۲۹۸ [۴] تذکرہ ابوالعلا مؤلفہ میر اکبر علی اکبرآبادی مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۶ء ص ۱۵ [۵] خواجہ عبیداللہ احرار کے آثار مبارک میں ایک عمامہ قصبہ کاکوری لکھنؤ میں منشی عبدالکریم رئیس کاکوری کے خاندان میں موجود ہے ص ۱۵ [۶] تذکرہ ابوالعلا مؤلفہ میر اکبر علی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سلسلہ نسب سوؔلہ واسطہ سے حضرت عبداللہؓ بن عمر ابن الخطاب سے ملتا ہے۔

اجدادِ حضرت میر ابوالعلاءؒ آپکی جد امجد امیر علیہ السلام سے قبل وارد ہندوستان ہوئے

مستند تواریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سب سے پہلے خواجہ عبید اللہ احرار کے پوتے، الموسوم بہ خواجہ غلام محی الدین عبدالحق فرزند سیوم، خواجہ محمد عبداللہ المعروف بہ خواجہ خواجگا (۱۹۱۱ھ) مغلوں کے فتح ہندوستان کے بعد، شہنشاہ بابر $\frac{۹۳۳}{۹۳۷}$ھ کے زمانہ میں وارد ہوئے چنانچہ مولف گلزار ابرار لکھتا ہے:

اونیز بعد از فتح ہند بملازمت جنت آشیاں تشریف آوردہ بود،
میرزا کامران مرید اوست سوال و جواب در معا و معمات بخدمت
آشیانی وارد الخ

یعنی خواجہ عبدالحقؒ بابر کے ہمراہ آئے تھے اور باہم مراسلت بھی رہا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ آپ کی ملاقات مولانا جامی سے ہوئی تو جامی نے فرمایا "محاسن سفید کردہ اند" تو آپنے فی البدیہہ یہ شعر کہا ؎

پیرانہ سر کشیدم سر دررہ نگانت | موئے سفید کردم جاروب آستانت

(حاشیہ صفحہ گذشتہ) شیخ خاوند طہور ابن شیخ عمر باغستانی، والد ماجد اور شیخ حسن سے بخارا میں فیض باطنی حاصل فرمایا اور ترکستان جاکر شیخ سیوی کی صحبت میں رہے بخارا، خوارزم میں آپ کے بہت سے مرید تھے۔ شیخ صاحب تصنیف اور شاعر بھی تھے فرماتے ہیں ؎ نگاہبان دو چشم است چشم دلدارے ؛ نگاہدار نظر از رخ دگر یارے صـ۴۲۷ رشحات قلمی ۵ تاج الدین درغمی جد اعلیٰ خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ۔ خواجہ عماد الملک ان کے بہنوئی تھے۔ خواجہ پارسا نقشبندی نے اپنی تفسیر سورہ لیٰسین میں ان کا ذکر کیا ہے (صـ۳۶۴ رشحات قلمی) ۵ خواجہ شیخ عمر باغستانی (رمضانات تاشقند) متوفی ۹۸۶ھ مدفن سرخاب تبریز) از اولاد حضرت عبداللہ ابن عمر بن الخطابؓ۔ مرید شیخ شمس الدین رازی خلیفہ شیخ ابوالحسین سقاوی خلیفہ شیخ ابوالنجیب سہروردی (رشحات صـ۴۲۴ قلمی) ۲ے گلزار ابرار قلمی صـ۱۰۷ آصفیہ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ صاحب مذکور نے حضرت جامیؒ سے بھی استفادہ کیا ہے۔ غرض اس لحاظ سے آپ کے ورود ہند کا زمانہ ۹۲۳/۹۳۲ھ قرار پاتا ہے بیان کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ کامران آپ کا مرید با اخلاص تھا۔ خواجہ عبیداللہ احرار علیہ الرحمۃ باوجود نحیف الجثہ اور دائم المریض ہونے کے ریاضت اور عبادت الٰہی میں کوتاہی نہ کرتے تھے اور عبادت الٰہی میں ہمیشہ چست و چالاک نظر آتے تھے بتاریخ ۲۹ ربیع الاول ۸۹۵ھ بعمر ۹۰ سال آپ کا وصال ہوا۔ سمرقند میں آسودہ ہیں۔ خواجہ عبدالحق قدس سرہٗ نے ایک پوتے مرزا شرف الدین حسین[1]، ابن خواجہ معین الدین، اکبر اعظم کے ملازم تھے۔ اکبر کی ہمشیرہ بخشی بیگم ان سے منسوب تھی۔ امیرالامرا خطاب تھا۔ مگر اکبر اعظم سے کسی معاملہ میں شکررنجی کی وجہ اپنی جاگیر موقوعہ گجرات آ گئے تھے، باوجہ، بادشاہ کی دلجوئی کے لئے اور طلبی کے نہیں گئے، حجاز روانہ ہو گئے۔ بندر کھمبایت سے کچھ دور اثنا راہ میں انتقال ہو گیا۔ جب نعش مبارک واپس لائی جا رہی تھی، مگر جہاز بھی غرق ہو گیا۔ آزاد کا بیان ہے کہ بوجہ بہادری و حسن خدمات ۹۶۸ھ میں، ان کو امیرالامراء کا خطاب ملا تھا اور اکبر کی بہن بخشی بیگم سے عقد ہوا تھا ——— نیز مولف مذکور کا بیان ہے کہ بنگال میں ترک و مغول امرا کی بغاوت انہیں علماء و مشائخ کے فتنوں کا سبب تھی مگر مستند تواریخ سے اس کی تائید نہیں ہوتی ——— امیرالوالعلاء کے تیسرے ننھیالی بزرگ خواجہ عبدالشہید[2] ابن خواجہ خواجگان خواجہ عبداللہ نقشبندی ہیں۔ جو آپ کے جد مادری ابوالفیض کے برادر علاقی تھے اور یہ بھی خواجہ عبیداللہ احرارؒ یعنی اپنے جد امجد کے مرید و خلیفہ اور تربیت یافتہ تھے ان کا قیام بھی ہندوستان میں بزمانہ اکبر اٹھارہ یا بیس سال رہا ۹۳۶ھ میں مکہ معظمہ گئے تھے، جہاں مولانا اسمعیل شروانی خلیفہ خواجہ احرار سے بحالت نزع ملاقات

---

[1] میرزا اشرف الدین حسین دیکھو دربار اکبری مولفہ محمد حسین آزاد ص ۷۲ مطبوعہ ۱۸۹۸ء پنجاب

[2] خواجہ عبدالشہید کو عبدالقادر بدایونی نے دیکھا تھا جبکہ فوج اکبری بمقام بھون ناگول آئی تھی وصال ۹۸۲ھ سمرقند۔ منتخب التواریخ جلد ۳ ص ۱۰ مطبوعہ کلکتہ مولفین تاریخ الاولیا خزینۃ الاصفیاء نے تاریخ وفات ۹۸۰ھ اور تذکرۃ الاعراس میں ۹۸۲ھ درج ہے خزینۃ الاصفیا ص ۶۰۰ تذکرۃ الاعراس ص ۱۱۲ مطبوعہ تاریخ الاولیاء ص ۔۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہوئی تھی اور بعد وفات ان کے جنازہ کی نماز بھی پڑھی تھی ـــ اوائل عہد اکبری میں ہندوستان آئے شہنشاہ اکبر نے پرگنہ حمیانہ کی[1] (صوبہ پنجاب) بطور جاگیر نذر دیا تھا۔ وفات سے کچھ دنوں قبل سمرقند گئے اور وہیں سنہ ۹۸۰ھ اور بقول بعض ۹۸۲ھ میں واصل بحق ہوئے۔ بڑے عارف کامل، فیاض اور مہمان نواز تھے دو ہزار فقرا مساکین کی روزانہ کفالت کرتے تھے۔ آپ کے ہندوستان میں بہت سے مرید تھے، خواجہ اسمٰعیل عرب آپ کے خاص مرید تھے جن کا مدرسہ بمقام مقبرہ ہمایوں دہلی مشہور تھا۔ جن کا مزار مقبرہ بخاریاں دہلی میں ہے۔ اسی زمانہ میں خواجہ عبدالحق کے برادر زادہ خواجہ محمد یحییٰ ابن خواجہ عبداللہ بھی ہندوستان میں موجود تھے، جامع علم ظاہری و باطنی خطاط ہفت قلم اور فن طب میں ید طولیٰ رکھتے تھے اور خاموش پسند، مہمان نواز تھے حجاج کا قافلہ سالانہ بنا کر سرکاری طور پر حج کے موقعہ پر پہنچ گئے تھے بعد فراغت واپس ہوئے تھے۔ سلطان وقت اکبر اعظم نے ایک لاکھ روپیہ برائے اخراجات حج و تقسیم مساکین نذر دیئے تھے۔ آخر میں عزلت نشین، عبادت الٰہی اور رشد و ہدایت میں مصروف رہے۔ ملا عبدالقادر بدایونی کے معاصر تھے (منتخب التواریخ صـ ۹۹ مطبوعہ کلکتہ)

آپ نے ۱۲ ربیع الاول سنہ ۹۹۷ھ میں وفات پائی مدفن متصل راج گھاٹ اکبر آباد۔ (صـ ۵۵ مجمع العابدین)

حضرت میر ابوالعلاء قدس سرہ کو فطرتی طور پر اپنے آبائی منصب زہد و اتقا اور علوم باطن سے لگاؤ تھا۔ اس اثناء بدوران نظامت بردوان کئی خواب دیکھے۔ خدمت رسول کریم صلعم اور حضرت علی رض اور امامین ہمامین رض کی زیارت نصیب ہوئی جنہوں نے آپ کو فقر کا جامہ پہنایا اور ہدایت فرمائی کہ دنیا سے کنارہ کشی اختیار کریں اور رشد و ہدایت خلق اللہ میں مصروف ہوں۔ چنانچہ روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے آپ کے سر کے کچھ بال تراشے اور سر پر عمامہ رکھا۔[2]

---

[1] طبقات اکبری مطبوعہ ۳۹۳ [2] اسرار ابوالعلا صـ ۱۲-۱۴ مطبوعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس خواب نے آپ کی دنیا بدل دی اور عہدہ سیف اور لاؤ لشکر اور تزک و احتشام سے دل اُٹھ گیا، آپ کو رات دن یہی فکر و تردد رہا کرتا تھا۔ راجہ مان سنگھ کو اس کا علم ہوا اور اس نے بہت کچھ تسلی و تشفی اور اضافہ منصب وغیرہ کا لالچ دیا۔ مگر جب دنیا سے دل سرد ہو گیا تو پھر کسی کے لاکھ کہنے سننے سے ہو سکتا تھا، اسی اثنا میں ایک موقعہ جنگ کا ہاتھ آیا۔ اور راجہ مان سنگھ کو خیال ہوا کہ آپ اس سے کچھ گریز کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے نہایت بے باکی سے اس کا جواب دیا۔ اور بمقابلہ عثمان افغان میدان مہنا پور (مدنا پور) ضلع پٹنہ میں جوہر شجاعت دکھائے اور فتح و نصرت کا جھنڈا بلند کیا۔ بقول مولف نجات قاسم یہ جنگ بمقابلہ داؤد شاہ[1] ہوئی تھی اور مولوی تجلی شبیر مولف سوانح ابوالعلا[2] نے بھی داؤد شاہ کو تخت نشین حاجی پور لکھا ہے۔ اور تاریخ بنگال مؤلفہ اسٹیوارٹ میں راجہ مان سنگھ کا زمیندار حاجی پور کو مطیع کرنے کا ذکر ہے۔ مگر یہ واقعہ سنہ ۹۸۴ھ کا ہے۔ جبکہ حضرت میر ابوالعلا ابھی عالم شہود میں بھی نہیں آئے تھے۔ مگر اس مورخ نے سنہ ۱۰۰۱ھ میں عثمان خاں افغان کی لڑائی اور شاہی افواج کی شکست کا ذکر کیا ہے جس میں راجہ موہن سنگھ اور پرتاب سنگھ سپہ سالار شریک تھے۔ اس لحاظ سے عثمان افغان کا مقابلہ جس میں آپ کی شرکت قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ اور داؤد شاہ سے جنگ کا واقعہ اہا سال قبل کا ہے۔ غرض حضرت میر ابوالعلا بحیثیت

---

[1] داؤد شاہ افغان کو شکست اور قتل کا واقعہ ۹۸۴ھ / ۱۵۷۶ء کا ہے (داستان ترکتازان ہند کا ح دوم ص ۲۸۶ مطبوعہ مولفہ دولت یار جنگ) اکرامپیریل گزیٹیر جلد ۹ صفحہ ۹۲ پر ۹۸۲ھ / ۱۵۷۴ء درج ہے اور حضرت میر ابوالعلا ۹۹۰ھ میں پیدا ہوئے ہیں اس لیے صحیح نہیں ہے

[2] عثمان خان افغان سے مقابلہ کا واقعہ صحیح معلوم ہوتا ہے جو ۱۰۰۸ھ کا واقعہ ہے اس معرکہ میں شاہی فوج کو شکست ہوئی تھی اور راجہ مان سنگھ اس وقت اجمیر میں تھا۔ اکبر کے حکم سے فوراً بنگال آیا بمقام شیر پور مقابلہ ہوا فوراً حملہ کرکے بھگا دیا۔ غالباً اسی معرکہ میں امیر ابوالعلا شریک تھے۔ اس وقت حضرت میر صاحب کی عمر شریف تقریباً بیس سال تھی۔

نیز ریاض السلاطین ترجمہ انگریزی مطبوعہ کلکتہ ۱۹۰۴ء نیز محمد صالح احراری خال ابن محمد افضل احراری (۱۱۱۱ھ) نے میر ابوالعلا کی فوج کشی کا ذکر کیا ہے۔ (اسرار ابوالعلا ص ۱۳ مطبوعہ) تاریخ بنگال انگریزی مولفہ اسٹیوارٹ ص ۱۸۰ مطبوعہ لندن۔ دربار اکبری میں اس واقعہ کا سنہ ۱۰۰۱ھ لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ مان سنگھ نے بغاوت فرو کرنے کیلئے جا بجا فوجیں بھیجی تھیں اور خود بھی شریک تھا ممکن ہے کہ آپ کو بھی کوئی دستہ فوج [illegible] درج نہیں ص ۵۵۸ دربار اکبری مطبوعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مجاہد اور سپاہی کے بھی بڑے کارگر اور بہادر ثابت ہوئے۔ راجہ مان سنگھ بہت خوش ہوا، آپ نے پھر اسی قسم کا خواب دیکھا۔ طبیعت بے حد مضطرب ہوئی۔ راجہ مان سنگھ نے ہر چند روکنا چاہا مگر آپ انکار ہی فرماتے رہے۔ بالآخر ۱۰۱۴ھ میں اکبر اعظم نے وفات پائی۔ جہانگیر تخت نشین ہوا اور اس سلسلہ میں صوبے دار اور امراء کی بھی طلبی ہوئی اور آپ کو بھی اکبرآباد آنا پڑا دربار جہانگیری میں رسائی ہوئی۔ تیراندازی کی مشق میں آپ نے سب سے سابقت کی۔ جہانگیر خوش ہوا۔ جہانگیر چونکہ شراب کا عادی تھا، امراء دربار کے ساتھ آپ کو بھی قدح شراب دیا گیا مگر آپ کی غیرت مند اور شریعت پسند طبیعت نے اس کو گوارا نہ فرمایا۔ پہلوتہی کرنے کی کوشش کی۔ شہنشاہ جہانگیر کو اس کا علم ہوا۔ اور کہا کہ تم غضب سلطانی سے نہیں ڈرتے ہو، آپ نے نہایت بے باکی سے جواب دیا کہ میں غضب الٰہی سے ڈرتا ہوں۔ غضب سلطانی کی کیا حقیقت ہے اور پھر دربار میں آنا جانا چھوڑ دیا۔ اس طرح آپ کی صوفیانہ زندگی ۱۰۱۴ھ سے شروع ہوتی ہے۔

دنیا ترک کرنے کے بعد براہ دہلی حضرت شیخ قطب الدین بختیار کاکیؒ اور حضرت نظام الدین اولیا قدس سرہ کی زیارت کرتے ہوئے آپ اجمیر شریف۔ خدمت خواجہ بزرگ ہند الولی خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہ کے آستانہ پر حاضر ہوئے[1]۔ مراقبہ فرمایا اور دیدار مبارک سے مشرف ہوئے حضرت علیہ الرحمۃ سے فیض حاصل کیا۔ "توجہ علیٰ" (توجہ دوبدو) خواجہ سے مستفید ہوئے۔

خواجہ علیہ الرحمۃ کا ارشاد ہوا کہ اکبرآباد جاؤ اور امیر عبداللہ نقشبندی اپنے عم بزرگوار سے بیعت اور فیض حاصل کرو کیونکہ میں دوسرے عالم میں ہوں پیر ظاہری کی تم کو ضرورت ہے حضرت امیر آگرہ آگئے، مگر پیر کی تلاش میں سخت مضطرب و پریشان رہے اپنے ایک جد امیر جعفر قدس سرہ کے مزار پر فاتحہ پڑھی مراقبہ فرمایا تو اشارہ ہوا کہ امیر عبداللہ عنقریب آگے آتے ہیں۔ اُن سے شرف بیعت حاصل کرلو (نجات قاسم مطبوعہ و مورخ ابوالعلائی بشر مطبوعہ ۱۹۱۲ء[2]) آپ کے چچا امیر عبداللہ[3]

---

[1] تذکرۃ ابوالعلا مؤلفہ میر اکبر علی ابوالعلائی رسالہ میر ادیب الہ آباد ص ۲۱ مطبوعہ آگرہ ۱۹۲۹ء مؤلف کہتا ہے کہ یہ واقعہ متعدد کتب میں درج ہے مگر نام نہیں بتلاتے (ص ۲۲) [2] اسرار ابوالعلا مؤلفہ مرزا عبدالدین سجادہ درگاہ مطبوعہ ص ۱۸ تا ۲۰

[3] اسرار ابوالعلا ص ۲ مطبوعہ مگر آئین اکبری میں اس کا ذکر نہیں ملتا البتہ ان کے ایک جد مادری خواجہ عبداللہ شہید کا نام درج ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قدس سرہ بھی باوجود ظاہری امارات و دولت کے منصب فقر پر فائز تھے۔ اور اس وقت آپ برہان پور کے صوبیدار تھے - ابتدائی عہد اکبری میں آپ دہلی کے حاکم اور پانصدی منصبدار رہ چکے تھے - غرض امیر عبداللہ برہان پور سے تشریف لائے - امیر ابوالعلاء اپنے عم منصبدار بزرگوار سے ملنے گئے - مگر بوجہ رعب مقصد دلی کے اظہار کی جرأت نہ ہوئی - مگر خواجہ قاسم ایک بزرگ نے بیعت کے متعلق عرض کی - غرض آپ بیعت سے مشرف ہوئے مجاہدہ و ریاضت و سلوک کی تکمیل فرمائی اور آپ کے چچا امیر عبداللہ نے اپنی صاحبزادی سے آپ کا عقد کر دیا۔

تھوڑے عرصے کے بعد امیر عبداللہ کا انتقال ہو گیا بوقت وصال خواجہ محمد قاسم[1] امام مسجد جامع نے آپ کی جانشینی کے متعلق استفسار فرمایا تو حضرت امیر نے باوجود اپنے فرزندوں کے بلحاظ اہلیت و موزونیت جانشینی کے لئے حضرت امیر ابوالعلا کو نامزد فرمایا - واقعہ وفات اور جانشینی - تقریباً ۱۰۱۴/۱۰۱۵ھ معلوم ہوتا ہے اس لئے کہ جہانگیر کے اوائل عہد میں آپ بنگال سے آگرہ آئے تھے - پھر آگرہ سے اجمیر تشریف لے گئے اور حسب ایما خواجہ غریب نواز خواجہ معین الدین چشتی قدس سرہٗ حضرت امیر عبداللہ قدس سرہٗ کے مرید ہوئے تھے۔

امیر عبداللہ قدس سرہ[2] کا مزار دریائے جمنا پار - مضافات روضہ تاج گنج بیان کیا جاتا ہے - امیر عبداللہ کے دو صاحبزادے امیر عبدالباسط[3] اور امیر عبدالنعیم تھے اور ایک صاحبزادی النقیا بیگم جو حضرت میر ابوالعلاء سے منسوب تھی۔

حضرت امیر ابوالعلاء قدس سرہٗ کو آبائی، طریقہ نقشبندیہ[4] بیعت تھی اور چشتیہ میں طریقہ اولیسیہ حاصل تھا - چنانچہ شجروں میں طریقہ ابوالعلا چشتیہ درج ہے۔

شجرہ نقشبندیہ یہ ہے : - آپ خلیفہ تھے حضرت امیر عبداللہ کے اور وہ حضرت امیر خواجگی کے اور وہ خواجہ عبدالحق قدس سرہ اور وہ خواجہ عبداللہ احرار قدس سرہٖ کے یہاں تک تو سلسلہ خاندانی ہے اس کے بعد یہ سلسلہ بتوسط خواجہ احرار و حضرت

---

[1] اسرار ابوالعلا مطبوعہ ص۲۲ [2] تذکرہ ابوالعلا میر اکبر علی مطبوعہ ص۲ [3] اسرار ابوالعلا ص۸۳ تا ۸۵ [4] شجرہ خاندانی مندرجہ اسرار ابوالعلا ص۳ [5] شجرہ خاندانی مندرجہ اسرار ابوالعلا ص۶ [6] اسرار ابوالعلا ص۲۶ مطبوعہ جنت العارفین قلمی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعقوب چرخی خواجہ بہاؤ الدین نقشبند تک اور حضرت امام جعفر کے توسط سے حضرت ابوبکر صدیق رض اور دوسرا سلسلہ مرتضویہ بتوسط امام جعفر صادق" حضرت علی رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے ۔

حیدرآبادی ابوالعلائیوں کے ایک شجرہ میں حضرت میر ابوالعلاء کو خواجہ باقی باللہ نقشبندی کا خلیفہ درج تھا جس کے متعلق علامہ وجیہہ الدین خاں مغی کو اصرار تھا مگر مولوی تراب علی خالص پوری (دانا پوری) سے بحث مباحثہ اور تحقیق و تدقیق کے بعد تصحیح عمل میں آئی وشیون العلائیہ قلمی ، غرض حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہٗ منصب رشد و ہدایت پہ برمانہ دائر عہد جہانگیر ۱۰۱۸ھ فائز ہوئے اور اپنی وفات ۱۰۶۱ھ یعنی آخری عہد شاہجہاں تک تقریباً چھیالیس سال تک فیض جاری رکھا ۔

شجرہ منظوم یہ ہے :-

قطب عالم امیر عبداللہ	مرشد بوالعلا خدا آگاہ
ہم خسر ہم عم بوالعلا بودند	جذب و ہم سلوک حق آگاہ
پیر او ہست خواجہ یحییٰ !	زینت خال روئے عبداللہ
پیر یحییٰ ستوند عبدالحق	عمر ہم بودہ اند برفعت و جاہ
پیر ہم پدر ، پدر عبدالحق	حضرت خواجہ عبیداللہ
نسبت نقشبند خاتم اوست	ہست مشہور میکنم کوتاہ الخ

(دیوان شاہ محمد حسن ابوالعلائی المتخلص بہ محو ، مطبوعہ حیدرآباد دکن)

معاصرین امراء :- سپہ سالار و صوبیدار بنگال راجہ مان سنگھ ہے[1] ۔ جس کی رفاقت میں بزمانہ اکبر و جہانگیر آپ نے نظامت بردوان سالاری اور فوج کے فرائض ادا کئے جس سے آپ کی شجاعت و بہادری اور انتظامی قابلیت کی تعریف کی ہے ۔ دوسرے خواجہ ابوالحسن[2] ،

---

[1] راجہ مان سنگھ ہسٹری آف بنگال مولفہ اسٹیوارٹ مطبوعہ لندن (انڈکس دیکھو) نیز ریاض السلاطین صفحہ ۱۶۸ ترجمہ انگریزی مطبوعہ

[2] خواجہ ابوالحسن تربتی صفحہ ۳۱ رفیق آصف خاں یمین الدولہ و دیوان جہانگیر صفحہ ۳۷ ، اقبال نامہ جہانگیری ۱۸۶۵ء کلکتہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ایوان جہانگیر بادشاہ ہے۔ جس کی مجلس نیاز شریف آنحضرت صلعم میں آپ بھی مدعو رہا کرتے تھے۔ اور شہزادہ خرم شاہجہاں کی تقریب سالگرہ میں بھی آپ نے اپنے ایک مرید شیخ ناظر کے ہمراہ شرکت کی ہے مگر دربارداری اور تکلف آپ کو پسند نہ تھا اور دنیا اور کار دنیا سلاطین و اُمرا سے آپ کی طبیعت اس تکلف کی متحمل نہ ہوسکی اور واپس آگئے۔ شہنشاہ جہانگیر، شاہجہان اور شہزادہ داراشکوہ۔ زیادہ تر، حضرت میاں میر لاہوری اور ملا شاہ بدخشی کا معتقد تھا۔ نواب سعداللہ خاں وزیر شاہجہاں بھی آپ کا معاصر تھا، مگر ملاقات کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ میر نعمان صدر الصدور آگرہ۔ نقشبندی مجددی، خلیفہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح۔ آپ کے مکان کے قریب سکونت پذیر تھے۔ سماع اور قوالی کیونکہ اس سلسلہ میں رائج نہیں ہے اور حضرت میر ابوالعلاء قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہٗ سے فیض روحانی حاصل تھا۔ اور آپ کے پیر طریقت امیر عبداللہ قدس سرہٗ نے سماع کی اجازت دے دی تھی اس لئے آپ کی خانقاہ میں محفل سماع و وجد اکثر ہوا کرتی تھی، میر نعمان کو اس سے بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ بغرض تادیب و تنبیہ خانقاہ میں تشریف لائے تھے، مگر حضرت امیر ابوالعلاء قدس سرہٗ کی جوش و مستی واردات قلبی نے ان کو گھائل کر دیا اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

ایک امیر خدمت خاں شاہجہانی، (صداقت خاں[۲]) کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ جن کا قتل دربار شاہجہانی میں کسی نزاع کے سلسلہ میں ہوا تھا۔

تبلیغ اسلام[۳]: حضرت امیر ابوالعلاء نے تبلیغ بھی کی ہے۔ میر نعمان صدر الصدور نے ایک ہندو کو مسلمان کیا تھا۔ آپ نے سنا تو رگ ہاشمی جوش میں آگئی اور فرمایا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے، تبلیغ کے اور طریقہ بھی ہیں۔

---

[۱] امرار ابوالعلاء ص۶۶ تزک جہانگیری ص۹۷ و ص۱۹۲ ترجمہ انگریزی (راجرس) [۲] سوانح میاں میر لاہوری ص۳۰-۳۳ مولفہ غلام دستگیر نامی لاہور مطبوعہ لاہور ۱۳۷۸ھ [۳]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دیوان جہانگیر بادشاہ ہے۔ جس کی مجلس نیاز شریف آنحضرت صلعم میں آپ بھی مدعو رہا کرتے تھے۔ اور شہزادہ خرم[1] شاہجہاں کی تقریب سالگرہ میں بھی آپ نے اپنے ایک مرید شیخ ناظر کے ہمراہ شرکت کی ہے مگر دربار داری اور تکلف آپ کو پسند نہ تھا اور دنیا اور کار دنیا سلاطین و اُمرا سے آپ کی طبیعت اس تکلف کی متحمل نہ ہوسکی اور واپس آگئے۔ شہنشاہ جہانگیر و شاہجہان اور شہزادہ دارا شکوہ۔ زیادہ تر، حضرت میاں میر لاہوری اور ملا شاہ بدخشی کا معتقد تھا۔ نواب سعداللہ خاں وزیر شاہجہاں بھی آپ کا معاصر تھا، مگر ملاقات کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ میر نعمان صدر الصدور آگرہ۔ نقشبندی مجددی، خلیفہ شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رح۔ آپ کے مکان کے قریب سکونت پذیر تھے۔ سماع اور قوالی کیونکہ اس سلسلہ میں رائج نہیں ہے اور حضرت میر ابوالعلا، قدس سرہٗ کو حضرت خواجہ اجمیری قدس سرہٗ سے فیض روحانی حاصل تھا۔ اور آپ کے پیر طریقت امیر عبداللہ قدس سرہٗ نے سماع کی اجازت دے دی تھی اس لئے آپ کی خانقاہ میں محفل سماع و وجد اکثر ہوا کرتی تھی، میر نعمان کو اس سے بڑی تکلیف ہوا کرتی تھی۔ ایک مرتبہ بغرض تادیب و تنبیہ خانقاہ میں تشریف لائے تھے، مگر حضرت امیر ابوالعلا، قدس سرہٗ کی جوشش و مستی واردات قلبی نے ان کو گھائل کر دیا اور آپ کے معتقد ہو گئے۔

ایک امیر خدمت خاں شاہجہانی، (صلابت خاں[2]) کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ جن کا قتل دربار شاہجہانی میں کسی نزاع کے سلسلہ میں ہوا تھا۔

تبلیغ اسلام[3]:۔ حضرت امیر ابوالعلا، نے تبلیغ بھی کی ہے۔ میر نعمان صدر الصدور نے ایک ہندو کو مسلمان کیا تھا۔ آپ نے سنا تو رگِ ہاشمی جوش میں آگئی اور فرمایا کہ یہ کون سی بڑی بات ہے، تبلیغ کے اور طریقہ بھی ہیں۔

---

[1] امیر ابوالعلا صفحہ ۶۶ تزک جہانگیری صفحہ ۹۷ و صفحہ ۱۹۲ ترجمہ انگریزی (راجرس) [2] سوانح میاں میر لاہوری صفحہ ۳۴ مولفہ غلام دستگیر نامی لاہور مطبوعہ لاہور ۱۳۷۸ھ [3]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی مطلب یہ تھا کہ تبلیغ کے لیئے روحانیت کی ضرورت ہے کہ غیر مسلم ایک ہی نظر میں گھائل ہو جائے ۔ صرف لفاظی اور زبانی جمع خرچ سے کام نہیں چل سکتا ۔ چنانچہ آپ جوہری بازار آگرہ سے ایک مرتبہ گزر رہے تھے کہ ایک جوہری کے لڑکے پر نظر پڑی تو وہ آپ کے دست حق پرست پر کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگیا ۔ میر نعمان نے آپ کے الفاظ سنے تو ملال ہوا ۔ اور ایک محضر تیار کر کے اپنی عدالت دارالقضا میں طلب کیا آپ جذبہ میں تشریف لے گئے اور راستہ میں جس ہندو جوہری بچہ پر نگاہ پڑتی وہ مسلمان ہو جاتا اور آپ کے ساتھ ہو جاتا ۔ جب دارالقضاۃ پہنچے تو قاضی صاحب یہ سن کر برہنہ پا دوڑتے ہوئے استقبال کے لیئے آئے اور معذرت چاہی آپ نے فرمایا " یک وضع مسلمان نمودن ایں بود ۔ اما وضع دیگر انشاء اللہ عنقریب بوقوع رو خورسند نمود "

ایک ساحر جوگی، اتفاق سے ایک کی محفل میں ایک پنجرہ لئے ہوئے حاضر ہوا جس میں ایک شارک پرندہ تھا ۔ آپ نے اپنے مریدین سے فرمایا کہ اس سے پنجرہ کو چھین لو ۔ مگر اس نے نہیں دیا ۔ بات یہ تھی کہ اس جادوگر نے پنجاب کی ایک دوشیزہ کو جو ایک مہاجن کی لڑکی تھی جادو کے اثر سے پرندہ کی صورت میں محبوس کر رکھا تھا اور اس کو ہمیشہ ساتھ رکھتا تھا اور رات کے وقت انسانی صورت میں تبدیل کر کے اُس سے لطف اندوز ہوا کرتا تھا آپ نے اپنے کشف باطنی سے اس راز کو معلوم کر لیا تھا اور حکم دیا تھا کہ پنجرہ معہ پرندہ چھین لیا جائے تاکہ اُس عورت کو اس ظالم کے پنجہ سے رہائی ہو ۔ غرض اس حیث بیص میں آپ کے روحانی تصرف سے پنجرہ سے وہ دوشیزہ خود بصورت انسان برآمد ہوئی ۔ اور اس نے اپنے حالات اور مظالم بیان کیئے آپ نے فرمایا اگر تو اپنے عزیز و اقارب کے پاس جانا چاہتی ہے تو میں تجھ کو بھجوائے دیتا ہوں مگر وہ آپ کے اس احسان سے اس قدر متاثر ہوئی کہ آپ کے آستانہ کو چھوڑنا نہ چاہا اور مسلمان ہو گئی ۔ پھر جوگی سے آپ نے استفسار فرمایا کہ اگر تو اس کا عاشق ہے تو مسلمان ہو جا میں اس عورت کا نکاح تجھ ہی سے کر دیتا ہوں ۔ جوگی بطیب خاطر مسلمان ہوا آپ سے

ؔ کیفیت العارفین و نسبت العاشقین مولفہ شاہ عطا حسین مطبوعہ ۱۹۳۲ء پٹنہ صفحہ ۱۷ اسرار ابوالعلا صفحہ ۳۵ مطبوعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیعت کی اور نعمتِ باطنی سے سرفراز ہوا۔ جس کا نام آپ نے صوفی "علاقلی" رکھا۔ اور قاضی نعمان کو کہلا بھیجا کہ " وضع دیگر مسلمان کردن ایں بود " یہ اللہ کا بڑا فضل ہے۔

اسی طرح ایک جوگی کیمیاگر، دریائے جمنا کی سیر کے وقت آپ سے ملا۔ جس کو کیمیا بنانے کا بڑا دعویٰ تھا۔ ایک اکسیر کی ڈبیا، آپ کو ہدیتہً نذر کی آپ نے وہ دریا میں ڈال دی جس کا اس کو بڑا ملال ہوا۔ آپ نے کہا کہ دریا کی ریتی لے لے، جب اس نے ہاتھ میں لی تو وہ سونا تھا۔ اس سے متاثر ہو کر وہ جوگی آپ کے ہاتھ پر اسلام لے آیا (سکینۃ العارفین صفحہ مطبوعہ)

معاصرین اولیا میں حضرت میاں میر لاہوری قادری $\frac{۹۵۷ھ}{۱۰۴۵ھ}$ خلیفہ شیخ خضر ابدال بیابانی لاہور میں بہت مشہور تھے۔ جن کا جہانگیر و شاہجہاں و دارا شکوہ بے حد معتقد تھا۔ مولانا ملا عمر آپ کے خاص احباب میں سے تھے۔

اخلاق و عادات :- آپ کا نہایت منکسر المزاج۔ غیور، قانع، صبر و رضا، سخاوت و شجاعت کے پیکر۔ عابد و زاہد، متقی اور محقق کامل تھے ایک نظر کیمیا اثر میں طالب کو خدا تک پہنچا دیا کرتے تھے۔ جو کوئی آیا دربار سے خالی نہ گیا۔ معتقدین کی ضیافت قبول فرماتے مگر بار بار کی تکلیف دہی کچھ ناپسند تھی۔ آپ کی شان میں کوئی گستاخی کرتا یا آپ کی مجلس میں تمسخر کرتا تو آپ طرح دے جاتے مگر اس کو قدرت خود بخود سزا دے دیتی، یا وہ آپ کا بے حد معتقد و گرویدہ ہو جاتا اور آپ کے فیض یا جود سے مستفید ہوتا۔ دنیوی مال و جاہ، اشرفی روپیہ پیسہ سے سخت نفرت تھی۔ جو کچھ نذر ہدیتہً ملتا غربا کو تقسیم کر دیتے کہ کوئی دنیا دار ملنے آتا تو اس سے احتراز نہ فرماتے بلکہ اُس کے دنیوی مقاصد پورے کرتے اور صحیح راہ شریعت بلکہ طریقت پر لگا دیتے۔

وضع قطع لباس :- حضرت میر ابوالعلا رحؒ کبھی پیرہن، کبھی جامہ، کبھی ٹوپی، کبھی عمامہ اور خرقہ و جامہ رنگین۔ بہ فقرا، تاکہ اہل دنیا سے بیگانگی واضح ہو اس میں کوئی فخر و زینت منظور نہ تھی۔

لہ خزینۃ الاصفیا، مولفہ غلام سرور لاہوری ص ۱۳۶ مطبوعہ ثمر ہند لکھنؤ ۳، ۱۸ء ص ۵ اسرار ابوالعلاؒ ص ۵۶

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حلیہ شریف :- قد بلند[1] و بالا، رنگت سرخ و سپید، آنکھیں بڑی بڑی - رسیلی آواز اور شیریں تھی -

وفات :- آپ کو عارضہ فالج[2] لاحق ہوا تھا - اور فریش ہو گئے تھے - بطور ظرافت ایک روز آپ نے فرمایا کہ خوب ہوا، روزانہ کی دعوتوں سے تو نجات ہوئی - وضو کرنے میں تکلیف ہوتی تھی - ایک دن اسی تکلیف میں آپ کو اس شعر پہ وجد آگیا ؎

ہر دم از یارات و درماں نیز ہم ۔۔۔ دل فدائے او شد و جاں نیز ہم

اسی وجدانی کیفیت میں یہ شعر بار بار پڑھتے رہے اور اللہ کے فضل سے مرض جاتا رہا - آپ کو حرقت البول کی پرانی بیماری بھی لاحق تھی - بوقت رحلت شریف کھانا پینا کم فرما دیا تھا - دن بدن کمزوری بڑھتی گئی - امیر ابو العلاؒ آپ کے بڑے صاحبزادے تیماردار تھے اور رات دن حضرت کی خدمت میں مصروف رہا کرتے تھے بالآخر ۸ صفر کی صبح کو فجر کی نماز کے بعد ہر بن مو سے ذکر جاری ہو گیا اور ۹ صفر بروز سہ شنبہ بعد نماز فجر سنہ ۱۰۶۱ھ[3] میں بعمر ۷۰ سال واصل بحق ہوئے - انا للہ وانا الیہ راجعون

آپ کو غسل میت حضرت ملا ولی محمد آپ کے خلیفہ اکبر نے دیا - اور اپنے چھوٹے صاحبزادے امیر نور العلاؒ کے باغ میں تدفین عمل میں آئی جو محلہ وزیر پور کے آگے موضع شکر پور متصل جگن پورہ واقع ہے - مزار پر انوار پختہ ہے تعویذ سنگ مرمر پہ سبحان ربی الاعلیٰ کندہ ہے قطعہ تاریخ وصال یہ ہے :-

از میر محمد افضل احراری[4] ؎

واے کہ شاہ ابو العلا ساخت مکاں بہ لامکاں ۔۔۔ صف کہ آفتاب دیں گشت نہاں ز چشم ما
مورد فیض ایزدی مہبط نور احمدی ۔۔۔ واقف سر سرمدی محرم راز کبریا
مرشد پیر کاملاں رہبر راہ سالکاں ۔۔۔ مرہم ریش طالباں فیض رسان اذکیا
ارشد آل مصطفیٰ امجد نسل خواجگاں ۔۔۔ قدوۂ اہل معرفت نور دو عین مرتضیٰ

---

[1] تذکرہ ابو العلا امیر اکبر علی مراد آبادی ص ۳۲ [2] اسرار ابو العلا ص ۸۶ [3] مخبر الواصلین قلمی آصفیہ
[4] اسرار ابو العلا ،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت میر ابوالعلا سرور اولیاء دیں صاحب کشف بالیقیں عارف اکمل خدا
رفت بکار معنوی بست بملک جاوداں کرد صعود زیں مکاں ساخت بہشت عدن جا
خواست چو افضل از خرد سال وصال آں صفا گفت برفت از جہاں قطب جہاں ابوالعلاؒ

۱۰۶۱ھ

ولہٗ

گوہر بحر وفا، کان سخا منبع فیض کاشف سر خدا عارف حق مرشد راہ
بوالعلا رکن جہاں غوث زماں حامئ دیں کرد چوں رحلت ازیں دار فنا سوئے الٰہ
ساعت و روز و مہ و سال وصال افضلؔ جست شد سہ شنبہ نہم ماہ صفر صبح پگاہ

۱۰۶۱ھ

(اسرار ابوالعلا ص ۹۲/۹۳)

در سن الف و واحد و ستین شد مقامش مقام علیئین
یافت تاریخ او دل غمناک رفت قطب زماں بہ عالم پاک

۱۰۶۱ھ

تاریخ خواجہ میر ابوالعلا ۔ متخرجہ ابن سید احمد ترمذی سے

آنکہ او با دل صفا بودہ در جہاں میر بوالعلا بودہ
ثمرۃ القلب احمد مختار قرۃ العین خواجہ احرار
ذات او بود مصدر عرفاں قلزم فیض و معدن احساں
صبح سہ شنبہ و نہم ز صفر! بود کاں قطب وقت کردہ سفر
گفت سال وصال او مظہر "بوالعلا میر جنت اکبر"
سال آں خسرو ولایت عدن شد رقم "آفتاب جنت عدن"

۱۰۶۱ھ

سال شنقار آں عزیز جہاں شد رقم "شاہباز خلد مکاں"
۱۰۶۱ھ

"آفتاب جنت عدن" اور "شاہباز از خلد مکاں"

۱۰۶۱ھ ۱۰۶۱ھ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قطعہ تاریخ از غلام سرور لاہوری سے

بخلد بریں یافت قدر بلند ... چو آں بوالعلا سید مقتدا
تو نیاض قطب جہاں ... بفرما امیر سخی بوالعلا

۱۰۶۱ھ

(ص ۶۳۶ خزینۃ الاصفیا) ز ۹/۱۱ ف

اولاد امجاد :- حضرت امیر ابوالعلاؒ کے دو صاحبزادے تھے، بڑے صاحبزادے امیر فیض اللہ[1] (فیض العلا) اور چھوٹے امیر نورالعلا[2]ؒ۔

شاہ محمد قاسم اور مولوی اکبر علی اور علی شبیر نے اپنے تذکروں میں، امیر نورالعلا کو فرزند کلاں لکھا ہے جو غلط ہے۔ اس لئے کہ کاغذات عہد شاہی سرکاری و خاندانی میں امیر نورالعلا کو فرزند خورد ہی لکھا ہے۔ آزاد بلگرامی نے بحوالہ سید محمد کالپوی نے زمانہ سجادگی میر نورالعلا کو صاحبزادہ خورد اور فیض العلا کو فرزند کلاں لکھا ہے۔ جنہوں نے آپ کو اپنی مسند پہ تعظیماً بٹھایا تھا۔ انیس المحققین قلمی (ورق ۲-۳)

امیر فیض اللہ پسر کلاں خلیفہ حضرت امیر ابوالعلا نے اپنے چھوٹے بھائی امیر نورالعلاؒ کی حق سجادگی سے دستبرداری کر لی تھی۔ اس لئے امیر نورالعلا سجادہ نشین ہے

امیر فیض اللہ کو حسب فرمان سلطانی، منجانب صاحب الزمانی زیب النسا بیگم (دختر عالمگیر) جامع مسجد آگرہ کی تولیت و دارو غگی بقدر چار روپیہ یومیہ حاصل تھی ـــــ جن کا وصال ۱۰۹۰ھ میں بعارضہ تپ ہوا۔ جن کا مزار شریف جانب بالیں بسمت مغرب اندرون احاطہ درگاہ میر ابوالعلاؒ واقع ہے آپ کے ایک صاحبزادے امیر نوراللہ اور ایک صاحبزادی فصیحہ بیگم اہلیہ محترمہ محمد افضل احراری تھیں۔

امیر نورالعلا فرزند خورد سجادہ نشین عالم ظاہری و باطنی صاحب مقامات عالیہ تھے۔ بعمر ۴۶ سال ۲۹ ذلیقعدہ ۱۰۸۱ھ بعارضہ اسہال واصل بحق ہوئے۔

---

[1] اسرار ابوالعلا (تذکرہ خاندانی) ص ۱۱۱۔ [2] ص ۱۰۹ اسرار ابوالعلاؒ

[3] اسرار ابوالعلا ص ۱۱۱ فرمان شاہی پنجاب

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مؤلف اذکار الابرار شیخ لطف اللہ آپ ہی کے اجل خلفا سے تھے ۔ آپ نے صرف ایک فرزند امیر تاج العلاؒ[1] وفات (۱۱۰۲ھ) تھے ۔ جن کی طرف شرح مثنوی مولانا روم منسوب ہے ۔ مگر درا صل امیر نور اللہ سے متعلق ہے مولف شیون العلا و نذر عزت کے یہاں سے بھی جس کی تفصیل اس کی تائید ہوتی ہے چونکہ امیر تاج العلاؒ کی اولاد نرینہ نہ تھی ، صرف دو صاحبزادیاں ، مسماۃ خورشید بانو بیگم اور بیگم جان تھیں اور وہ لاولد تھیں اس لئے سجادہ نشینی اور ترکہ موروثی ، بنام میر معین الدین خاں ابن میر محمد صالح عرف میر بولمنؒ ، امیر فیض اللہ پسر کلاں امیر ابوالعلاؒ کی آل سے ہیں بذریعہ ہبہ نامہ معہ تولیت و سجادگی مقبرہ حضرت میر صاحب رحمتہ اللہ منتقل ہوئی حضرت امیر ابوالعلا کی کوئی دختر نہیں تھی ۔ مولف نجات قاسم وغیرہ کا بیان غلط ہے کہ شاہ محمدی عرف خواجہ فولادؒ[2] حضرت میر ابوالعلاؒ کے داماد تھے ۔ غرض اس طرح درگاہ حضرت میر ابوالعلاؒ قدس سرہٗ کی سجادہ نشینی و تولیت ۔ میر بولمن کی آل جو چغتائی خاندان مرزا عمر شیخ پدر بابر سے تعلق رکھتا ہے ، جاری ہے ۔ تالیف اسرار ابوالعلاؒ کے وقت انہیں کے احفاد میں مولانا حمید الدین ابن حافظ مرزا قمر الدین ۔ سجادہ نشین تھے جو کتاب مذکور کے مولف ہیں جن کے دو صاحبزادے ڈاکٹر سعید الدین احمد اور ڈاکٹر وحید الدین احمد ، اکبر آباد میں موجود ہیں ۔

تصانیف حضرت امیر ابوالعلاؒ :- ۱ ۔ رسالہ فنا و بقا[3] ۲ ۔ مکتوبات[4] ۳ ۔ دیوان منسوب بہ میر ابوالعلاؒ ۔

۱ ۔ رسالہ فنا بقا :- نہایت جامع و مختصر تصنیف ہے جو توحید افعالی و صفاتی اور ذاتی پر مشتمل ہے ۔ جس کو حضرت میر ابوالعلا قدس سرہٗ نے عالمانہ استدلال کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ بقول بزرگے ، اثر قائم بفعل و فعل با وصف ، کا صفت قائم بذات گویا فنا فی الافعال و فنا فی الصفات اور فنا فی الذات کے اہم مسائل جیسے بحر بیکراں کو کوزہ میں سمو دیا ہے

---

[1] امیر تاج العلا ص۱۱ اسرار ابوالعلا [2] اسرار ابوالعلا ص۱۱۱

[3] مجموعہ رسائل تصرف رسالہ ۵ مکربہ سنہ ۱۲۹۹ھ ارشادات رسائل شیخ رفیع الدین قندھاری

[4] منظوطات کتبخانہ آصفیہ حیدر آباد ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور یہ تعلیم چشتیہ طریقہ کی ہے جو خانوادہ چشتیہ دکن میں متداول ہے۔ یہ رسالہ غلط طور پر پنجاب کے کسی بزرگ شاہ محمد ابن علی رضا سرہندی سے منسوب ہے جس کا ایک نسخہ کتب خانہ آصفیہ میں موجود ہے جس کی تمہید میں بجائے میر ابوالعلا کے مندرجہ بالا نام درج ہے۔ واللہ اعلم۔ اصل عبارت تحریف شدہ یہ ہے :-

میگوید فقیر حقیر دل شکستہ واز خود رستہ محمد شاہ ابن محمد علی رضا سرہندی چشتی کہ این رسالہ در بیان مراتب فنا وصول الی اللہ۔

نوٹ :- یہ رسالہ معہ ترجمہ اُردو اسرار ابوالعلا میں طبع ہوا ہے، غالباً حیدرآباد دکن کے کسی اور بزرگ نے بھی اس کا ترجمہ کیا ہے جو اس سے قدیم ہے۔

دیوان امیر ابوالعلا تخلص انسان :- رسالہ مشورہ آگرہ نمبر میں لکھا ہے کہ دیوان کا باوجود تلاش پتہ نہیں چلا، ایک مقطع تبرکاً پیش ہے ؎

سر رشتہ نسب بہ علی ولی رسید
انسان تخلصم شدہ نامم ابوالعلا

مگر دیوان کا ایک نسخہ قلمی کتب خانہ برٹش میوزیم لندن میں موجود ہے۔ جس کی ابتدائی غزل میں نام ابوالعلا آیا ہے۔ مگر ایک شعر میں شاعر نے اپنی تاریخ ولادت کا مادہ "مخبر صادق" ۱۰۳۷ھ اور تاریخ فقیری ترک دنیا کا مادہ غنی ۱۰۶۰ھ لکھا ہے وہ شعر یہ ہے ؎

جستم من از ولادت انسان چوں از خرد — گفتا خبر کہ "مخبر صادق" کند ادا
گفتم کہ سال ترک تعلق بمن بگو — گفتا عیاں ز لفظ "غنی" مے شود ترا

اور خاتمہ میں لکھا ہے کہ میں نے سنہ ۱۰۷۷ھ میں شعر کہنا چھوڑ دیا تھا۔ بنارس اور کاسی کی بھی سیاحت کی تھی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ دیوان، حضرت میر ابوالعلا احراری اکبرآبادی کا نہیں ہے۔ اس لئے کہ سنین متذکرہ ولادت و ترک دنیا اور ترک شعر گوئی سنہ ۱۰۷۷ھ سے تطبیق نہیں ہوتی کیونکہ آپ کی ولادت ۹۹۰ھ اور وفات ۱۰۶۱ھ مسلمہ ہے۔

لہ دیوان انسان سے ۲۷ مخطوطہ عجائب خانہ لندن کیٹلاگ مرتبہ چارلس ریو جلد ۲ فارسی مطبوعہ لندن

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خلفاء حضرت میر ابوالعلاء احراری قدس سرہ

۱۔ مخدوم زادہ امیر نور العلاؒ [۲] ۲۔ مخدوم زادہ امیر فیض العلاؒ

۳۔ سید العلماء، امیر نور اللہ ابن میر نور العلا قدس سرہ، شارح مثنوی[۳] مولانا روم۔ شرح گلستان۔ اور لوارق، عربی۔

۴۔ امیر محمد افضل احراری ابن سید خواجہ سید میر از بنی اعمام متوفی (۱۱۱۱ھ) بعمر ۸ سال مدفن آگرہ، داماد امیر فیض العلاؒ

۵۔ امیر عبدالماجد ابن امیر ابونصرؒ (بنی اعمام) آپ کے دست مبارک پر سینکڑوں غیر مسلم مشرف باسلام ہوئے۔

۶۔ خواجہ محمدی عرف خواجہ فولادؒ۔ (مدفن اندرون درگاہ حضرت میر ابوالعلاء آگرہ)

۷۔ ملا ولی محمد اکبر آبادی قدس سرہ۔ منظور و مقبول حضرت سیدنا ابوالعلاؒ وصال مابعد ۱۰۶۱ھ (مدفن بالا گنج آگرہ)

۸۔ خلیفہ ابوالقاسم اکبر آبادیؒ۔ داماد حضرت ملا عمرؒ۔ نعمت و فیوض باطنی شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی اور بذریعہ خواجہ عثمان خیر آبادی، آپ کا فیض علماء فرنگی محل تک پہنچا ہے۔

۹۔ مولانا لعل محمد المعروف بہ لاڈ خاں صاحب میواتی (نارنول)

۱۰۔ میر سید محمد کالپویؒ۔ وفات (۱۰۷۱ھ)

۱۱۔ میر دوست محمد برہان پوری۔ وفات ۱۰۹۰ھ مدفن تکیہ شاہ مسافر برہان پور۔

۱۲۔ حافظ محمد صالح المعروف بہ خواجہ وفا اکبر آبادی ثم اورنگ آبادی (وفات ۱۱۱۸ھ) مدفن اورنگ آباد (دکن)

---

[۲] امیر ابوالعلاء و امیر فیض العلاؒ کی تاریخہائے وفات اور کلانیت کے متعلق اختلاف ہے۔ اول الذکر کی تاریخ وفات ۱۰۸۱ھ و بقول بعض ۱۰۹۱ھ۔ اسی طرح آخر الذکر کی ۱۰۹۰ھ اور ۱۱۰۸ھ درج ہے۔ دیکھو، سوانح ابوالعلاء، از محمد قاسم داناپوری۔ و میر اکبر علی اکبر آبادی — اسرار ابوالعلاؒ مؤلفہ مولانا احیاء الدین سجادہ درگاہ مطبوعہ آگرہ

[۳] امیر فیض العلا مرید و خلیفہ والد ماجد۔ متولی و داروغہ جامع مسجد آگرہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۳ - میر سید محمد جعفر اکبرآبادی -

۱۴ - امیر عبدالباسط رح ۱۵ - امیر عبدالمنعم اکبرآبادی (بہنی اہتمام)

خاص مریدین ومعتقدین

شیخ ناظر - مرزا عیوض بیگ ، دریا خاں ، مرزا عابد ، میاں خلیل ، شیخ رفیع الدین محمد ارجمند - جان محمد - جمال شاہ مداری والوالعلائی - علا قلی (نومسلم)

سلاسل الوالعلائیہ :-

خاندانی خلافت وسجادگی ، چند پشتوں تک خاندان میں باقی رہی اُس کے بعد چونکہ امیر تاج العلا ، متوفی ۱۱۰۲ھ بنیرہ سیدنا ابوالعلارکو اولاد نرینہ نہ تھی صرف دو صاحبزادیاں خورشید بانو بیگم اور بیگم جان تھیں اور ان کی بھی کوئی اولاد نہ تھی - اس لیے سجادگی ، میر معین الدین خاں فرزند میر محمد صالح عرف میر بولن احراری خاں یعنی امیر فیض اللہ ابن میر ابوالعلار کی آل میں منتقل ہو گئی — اور حسب ذیل سجادگان مسند نشین رہے :-

۱- میر محمد صالح عرف میر بولن احراری خاں ابن میر محمد افضل احراری المتوفی ۱۱۱۱ھ داماد امیر نوراللہ رح

۲- میر معین الدین خاں ابن میر بولن رح (وفات ۱۱۳۵ھ)

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) جامع علوم ظاہری وباطنی - وفات ۷ ربیع الثانی ۱۰۹۰ھ مدفن درگاہ میر ابوالعلا قدس سرہ'

۲؎ شرح مثنوی مولانا روم کے متعلق سجادہ صاحب مرحوم مولوی وحیدالدین نے لکھا ہے کہ یہ شرح امیر تاج العلا ابن فیض العلی کی ہے - مگر کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن میں جو اس کا قدیم نسخہ ۱۱۵۲ھ (۹۳-۱۷۶۲ء) کا لکھا ہوا ہے - اس کے متن میں مولف نے اپنا نام امیر نوراللہ لکھا ہے نیز کاتب اور ملکوں نے صاف طور پر مولف کا نام میر محمد نوراللہ احراری لکھا ہے - نیز ان کی ایک تصنیف عربی فلسفہ میں " بوارق " اور ایک شرح گلستاں بھی - مولانا میر نوراللہ کے نام سے کتب خانہ مذکورہ میں محفوظ ہیں - واللہ اعلم - بوارق کے حاشیے بھی [illegible] لکھے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۳۔ میر اکرام الدین خاں۔ ابن میر معین الدین خاں وفات ۱۲۲۲ھ۔

۴۔ میر عزیز اللہ عرف سید میرن جان (برادرزادہ میر اکرام الدین) المتوفی ۱۲۶۲ھ

۵۔ حافظ قمر الدین رح ـــ نبیسہ سید میرن جان) وفات ۱۳۳۳ھ (۱۹۱۴ء)

۶۔ مرزا احید الدین احمد۔ ابن حافظ قمر الدین رح

۷۔ مرزا فرید الدین احمد ـــ نبیرہ مرزا احید الدین رح

سجادگان :۔ نمبر ۱ تا ۳ کو خلافت پدری سلسلہ بہ سلسلہ حضرت میر محمد افضل احراری سے رہی اس کے بعد سید میرن جان سجادہ ۴ کو ارادت و خلافت حضرت شاہ ابوالبرکات خانقاہ داناپور پٹنہ۔ رکن الدین عشق عظیم آبادی کو ملی جن کا سلسلہ خلافت میر دوست محمد برہان پوری سے ملتا ہے اور ان کے سلسلہ کے بزرگ خانقاہ داناپور پٹنہ اور شیخ جی حالی سے حیدرآباد دکن میں جاری ہے جن میں آغا داؤد صاحب مشہور تھے۔

دیگر مشہور سلاسل :۔ خلیفہ ابوالقاسم اکبرآبادی خلیفہ ملا ولی محمد خلیفہ حضرت میر ابوالعلا قدس سرہ کا سلسلہ دہلی اور لکھنؤ میں یہ سلسلہ حضرت شاہ عبدالرحیم پدر ولی اللہ محدث دہلوی رح اور علماء و صوفیا فرنگی محل لکھنؤ تک پہنچا ہے۔

پھلواری شریف پٹنہ :۔ لعل محمد عرف لاڈ خاں صاحب خلیفہ میر ابوالعلا رح کا سلسلہ پھلواری شریف پٹنہ میں جاری رہا۔

دہلی، الہ آباد، بگڑ راجپوتانہ، کالپی، بلگرام :۔ حضرت تاج العارفین کے سوا، شاہ جلال دہلوی، دلی اور الہ آباد۔ اور بتوسط ارادت بگڑی (داؤد خاں) راجپوتانہ میں جاری ہے۔ سید محمد کالپوی چشتی رح وفات ۱۰۷۱ھ کا سلسلہ کالپی اور بلگرام میں خاندان آزاد بلگرامی میں رہا۔ نیز بتوسط شیخ محمد افضل و شاہ محب اللہ الہ آبادی الہ آباد اور مارہرہ شریف میں جاری ہے۔ (حقیقت العرفان مطبوعہ حیدرآباد دکن)

---

[۵] سلسلہ سید محمد کالپی۔ انیس المحققین قلمی آصفیہ ـــ و آئینہ کالپی قلمی جامعہ پنجاب،

طبریہ [illegible]

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اورنگ آباد، برہان پور اور مراد آباد :- سلسلہ خواجہ محمد صالح عرف خواجہ وفا، خلیفہ سیدنا ابوالعلا، اورنگ آباد دکن میں جاری تھا۔ نیز میر دوست محمد برہانپوری کا بقول شاہ مسافر اورنگ آبادی یا بقول دیگرے شاہ مسافر برہان پوری تک پہنچا ہے اور حضرت شاہ وجیہہ اللہ خلیفہ شاہ ابوالبرکات کا سلسلہ بتوسط واسطہ مرزا علی جان بیگ سے مراد آباد میں۔

سلسلہ شاہ فرہاد دہلوی خلیفہ میر دوست محمد برہانپوری شاہ منعم پاک بنگال اور بتوسط شاہ غلام نبی الور میں جاری ہے۔

بعض اشارات :-

۱- باوجود بقائے ہستی و شعور دعویٰ انانیت صریح ناسمجھی و غلطی ہے وہ کیفیت پیدا کرنا چاہئے۔ شاہ شجاع کرمانی نے خدا کو خواب میں دیکھا اور اولیاء اللہ کا خواب دراصل عین بیداری بقول ؎

دیدہ مشغول خواب و دل بیدار   دست فارغ ز کار و دل درکار
یار بر چشم سر چو گشت عیاں   گر بود بستہ چشم سر چہ زیاں
در بود چشم سر ازو محدود   گر بود چشم سر کشادہ چہ سود

۲- نماز دائمی اور نماز ظاہری :- شیخ نصر اللہ کی مسجد میں ایک درویش سے ملاقات ہوئی تو فرمایا کہ تم اس مسئلے میں کیا کہتے ہو۔ کہ لوگ نماز دائمی کا دعویٰ کرتے ہیں اور نماز ظاہری ترک کر دیتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ نماز دائمی ایک پہاڑ کی مانند ہے جب ایک شخص پہاڑ کو اٹھا سکتا ہے تو ظاہری نماز بمثل گھاس کے ہے اس کے اٹھانے میں اس کو کوئی بار نہیں ہو سکتا۔ امیر نور اللہ نے اس خصوص میں ایک دلیل پیش فرمائی ہے وہ یہ ہے۔

من تعبد بعد الوصول فقد اشرک باللہ

یعنی عبادت ظاہری شعور پر موقوف ہے ؟

واعبد ربک حتی یاتیک الیقین

ھذا ھو علم الیقین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ کلمہ طیبہ کے چوبیس حرف ہیں۔ رات دن کے چوبیس گھنٹے۔ انسان رات دن میں چوبیس ہزار سانسیں لیتا ہے۔ فقیر صاحب ذکر و کے دل میں ہر لمحہ نور الٰہی سے معمور رہتا ہے۔

۳۔ ولی کے معنی کیا ہیں :۔

امیر لوذر العلیٰ سے ولی کے معنی پوچھے تو آپ نے اپنی سمجھ کے موافق جواب دیا۔ ولی کس کو کہتے ہیں ؟ کئی مرتبہ استفسار ہوا۔ وہی جواب دیا۔ پھر میں ایک روز مقامات خواجہ بزرگ دیکھ رہا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ولایت کے معنی میں " ظہور نور "

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

اللہ نے جس کا سینہ کھول دیا دین اسلام کے لئے تو اس شخص کا قلب نور سے معمور ہو جاتا ہے

۴۔ طریقہ ابوالعلائیہ :۔

ایک ایسی کشتی رواں ہے جس کی حرکت محسوس نہیں ہوتی منزل مقصود کے پہنچنے کے بعد احساس ہوتا ہے۔

۴۔ سیدنا ابوالعلا، اس حدیث کی تاکید فرماتے ہیں کہ عالم نا اہل جاہل سے ڈرو۔ آنحضرت صلعم سے صحابہ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ جو زبان کا عالم اور دل کا نا اہل اور جاہل ہو۔

۵۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور مسلمان کا خطاب " خیر امتہ "

اس لئے انسان کو چاہیئے کہ اپنی بھلائی کو دوسرے کے مقابلہ میں ترجیح نہ دے۔ بندگانِ خدا کو تعلیم اور تلقین کا فرض مقدم سمجھے۔ ہر مشکل کا حل تقویٰ ہے۔ نیکی سچائی سے رغبت ناحق شناسی اور جھوٹ سے نفرت کرو۔ زندگی کا مقصد عبادت خداوندی۔ اس سے انحراف باعث بربادی جس طرح بنی اسرائیل تباہ ہو گئے۔

۶۔ درویشی بادشاہت ہے بشرطیکہ گرفتاری خلائق و علائق مانع نہ ہو۔

۷۔ صوفی وہ نہیں جو چلہ کشی اور سخت ریاضت کرے بلکہ دراصل صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ رہے خدا کی راہ میں اپنے کو مٹا دے النہایت الرجوع الی البدایۃ۔

۸۔ جامہ رنگین اور خرقہ، تقاضہ ریاکاری کے لئے نہ ہو۔ بلکہ امتیاز کے لئے اور بیگانگی دنیا دوسرا ہے ورنہ عبا سے قبا اچھی۔ خرقہ کے مستحق روشن ضمیر ہیں جو حقیقی معنوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۔ کلمہ طیبہ کے چوبیس حرف ہیں۔ رات دن کے چوبیس گھنٹے۔ انسان رات دن میں چوبیس ہزار سانسیں لیتا ہے۔ فقیر صاحب فکر و کے دل میں ہر لمحہ نور الٰہی سے معمور رہتا ہے۔

۳۔ ولی کے معنی کیا ہیں :۔

امیر نور العلیٰ سے ولی کے معنی پوچھے تو آپ نے اپنی سمجھ کے موافق جواب دیا۔ ولی کس کو کہتے ہیں ؟ کئی مرتبہ استفسار ہوا۔ وہی جواب دیا۔ پھر میں ایک روز مقامات خواجہ بزرگ دیکھ رہا تھا تو اس میں لکھا تھا کہ ولایت کے معنی ہیں "ظہور نور"

افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ

اللہ نے جس کا سینہ کھول دیا دین اسلام کے لئے تو اس شخص کا قلب نور سے معمور ہو جاتا ہے

۴۔ طریقہ ابو العلائیہ :۔

ایک ایسی کشتی رواں ہے جس کی حرکت محسوس نہیں ہوتی منزل مقصود کے پہنچنے کے بعد احساس ہوتا ہے۔

۴۔ سیدنا ابو العلا، اس حدیث کی تاکید فرماتے ہیں کہ عالم نااہل جاہل سے ڈرو۔ آنحضرت صلعم سے صحابہ نے استفسار کیا تو فرمایا کہ جو زبان کا عالم اور دل کا نااہل اور جاہل ہو۔

۵۔ انسان اشرف المخلوقات ہے اور مسلمان کا خطاب "خیر امتہ"

اس لئے انسان کو چاہئے کہ اپنی بھلائی کو دوسرے کے مقابلہ میں ترجیح نہ دے۔ بندگانِ خدا کو تعلیم اور تلقین کا فرض مقدم سمجھے۔ ہر مشکل کا حل تقویٰ ہے۔ نیکی سچائی سے رغبت ناحق شناسی اور جھوٹ سے نفرت کرو۔ زندگی کا مقصد عبادت خداوندی۔ اس سے انحراف باعث بربادی جس طرح بنی اسرائیل تباہ ہو گئے۔

۶۔ درویشی بادشاہت ہے بشرطیکہ گرفتاری خلائق و علائق مانع نہ ہو۔

۷۔ صوفی وہ نہیں جو چلہ کشی اور سخت ریاضت کرے بلکہ دراصل صوفی وہ ہے کہ خود باقی نہ رہے خدا کی راہ میں اپنے کو مٹا دے النہایت الرجوع الی البدایۃ۔

۸۔ جامہ رنگین اور خرقہ، تفاخر اور ریاکاری کے لئے نہ ہو۔ بلکہ امتیاز کے لئے اور بیگانگی دنیا دوسرا ہے ورنہ عبا سے قبا اچھی۔ خرقہ کے مستحق روشن ضمیر ہیں جو حقیقی معنوں میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

صاحب دل ہیں۔ مخلوق کو اپنا [illegible] رشتہ [illegible] کی ہدایت کریں۔

۹۔ لباس میں بے تکلفی عجیب و غریب چیز ہے۔ ایسا لباس پہنو جس میں سہولت ہو۔ اس لئے میں پیرہن پہنتا ہوں۔

۱۰۔ امیر تاج العلاؒ اپنے پوتے سے فرمایا۔ تصحیح کتب بیکار و فضول ہے۔ اپنی تصحیح مقدم ہے۔ بقول امام غزالی، اصلاح خود فرض عین است و اصلاح دیگراں فرض کفایہ۔ الخ

اس کی مثال ہے کہ خود کے پیرہن میں تو بچھو چھپا ہوا ہے اور خود دوسروں کی مکھیاں اڑاتا ہے پس عمر ضائع مت کرو۔ پہلے اپنی تو اصلاح کر لو۔

۱۱۔ دوسروں کو دھوکا و فریب دینا بہت آسان ہے۔ مگر وہ خود دھوکا کھا جاتا ہے۔

چاہ کندہ را چاہ در پیش۔

۱۲۔ ہر حالت میں جس طریقہ سے رہو۔ خدا کا نام لینا مبارک ہے۔

۱۳۔ مرشد کامل وہ ہے جو باتوں باتوں میں طالب کو خدا تک پہنچا دے۔ ریاضت و مجاہدہ تیدی کے لئے رہزن ہے یعنی تعلیم و تلقین اور اس پر مواظبت۔

۱۴۔ السکوت تاج المومنین۔ خموشی مومن کے سر کا تاج ہے۔ من عرف ربہ کل لسانہ۔

۱۵۔ جس کو میری صحبت میں سکون اور دلجمعی نہ ہو، وہ نہ آئیں۔ کشف و کرامت کی مجھ سے امید نہ رکھیں۔ مطلب یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی صحبت باعث تسکین قلب ہونی چاہیے۔

۱۶۔ پیر کامل کی تلاش میں احتیاط اور بڑی جانچ کی ضرورت ہے۔ چنانچہ میں جس کسی کو صوفیانہ لباس میں پاتا اُس کی خاطر تواضع کرتا جب اس کے معیار پر نہ اترتا اُس سے گریز کرتا۔

۱۷۔ توجہ دلی ہر وقت باخبر رہنے کا نام ہے جس طرح عورتیں گھڑے پر گھڑا پانی سے بھرا ہوا سر پر رکھتی ہیں۔ بچہ بغل میں ہوتا ہے اپنی سہیلیوں سے باتیں کرتی اٹھکیلیاں کرتی چلی جاتی ہیں مگر ان کی نظر گھڑے پر ہوتی ہے پانی تک چھلکتا نہیں۔ باوجود مصروفیت تامہ توجہ دلی حاصل ہو اور کوئی چیز یاد الٰہی سے غافل نہ کرے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بقول تعالیٰ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ)

کشف وکرامات کو صوفیا کرام نے اچھی نظر سے نہیں دیکھا ہے۔ اس لیئے کہ اس سے نفسانیت پیدا ہو جاتی ہے اور ایک طالب خدا اصل مقصد سے محروم ہو جاتا ہے۔ طالب کو طالب مولیٰ ہونا چاہیئے اور اگر گمراہوں کی ہدایت اور تزکیہ نفوس نہ کہ کرامات دکھا کر مخلوق کو اپنا گرویدہ بنا لینا اور اس سے دنیا کی خواہشات کی تکمیل بقول " ایں ہمہ تشکل برائے اکل" یا دراصل مخلوق کو گمراہ کرنا ہے۔ ضعیف الاعتقادی تو عام ہے اس لئے محققین نے طلب الٰہی اور صحیح علم کے اصول وعقائد کو مقدم رکھا ہے بقول بحری سے

حال بس مفت است نزد عارفاں

قال نا صدمایہ باشد اے جواں

— (عروس عرفان) —

جس میں، علم الیقین وعین الیقین اور حق الیقین کے مدارج شامل ہیں۔ وجد وحال اور کیفیات اُس کا ثمرہ ہے۔ تاہم تصرفات روحانی باطنی سے انکار نہیں کیا جا سکتا، مگر اس کے بیجا استعمال کو محققین باعث حظ نفس سمجھتے ہیں۔ حضرت میر ابوالعلاؒ کو سینکڑوں کشف وکرامات قبل وفات اور بعد وفات بھی صادر ہوئی ہیں۔ ہم نے تبرکاً چند ہی کرامات نقل کی ہیں تاکہ معلوم ہو کہ روحانیت کے عجیب وغریب اور محیر العقول کرشمے ہوتے ہیں۔ جس سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔

بعض کرامات :-

حضرت امیر ابوالعلا قدس سرہ کی نظر میں عجیب وغریب اثر تھا۔ ایک مست ہاتھی نے شہر میں آفت مچا رکھی تھی۔ جو کوئی شخص زد میں آ جاتا وہ زندہ نہ بچ سکتا تھا۔ مخلوق سخت پریشان تھی۔ آپ جامع مسجد بعد نماز جمعہ تشریف لا رہے تھے اس خونخوار ہاتھی سے مقابلہ ہوا آپ نے نظر بھر کر دیکھا تو سب دھما چوکڑی بھول گیا اور گر پڑا۔ خانقاہ شریف کے دروازہ پر آن موجود ہوا آپ نے اس کی مستک پر ہاتھ پھیر کر فرمایا کہ بندگان خدا کو ستانا اچھا نہیں۔ راج گھاٹ جا۔ محنت ومشقت کر کے اپنا رزق کما،

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وہاں دریا کے کنارے رہتا۔ لوگ اُس سے کام لیتے اور چارہ فراہم کرتے۔

کرامت :- میاں لاڑ خاں میواتی، بڑے زبردست پہلوان تھے۔ شہر آگرہ کے پہلوانوں کو چیلنج دیا کہ کسی کو اپنی قوت کا دعویٰ ہو تو مقابلہ میں آجائے اتفاق سے آپ تشریف لے جارہے تھے، لوگوں سے پوچھا کہ کیا واقعہ ہے۔ یہ شوروغل اور مجمع کیا ہے لوگوں نے من وعن عرض کیا۔ ان کی ہدایت کا وقت آگیا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں پہلوان تو نہیں ہوں کہ کشتی لڑوں، البتہ آنکھ لڑانا آتا ہے اگر ہمت ہو تو آنکھیں لڑالو۔ میر صاحب نے آنکھ سے آنکھ ملائی اور خاں صاحب کے ہوش اُڑ گئے۔ بے ہوش گر پڑے جب ہوش آیا تو آستانہ پر حاضر ہوئے اور بیعت کی۔ تھوڑے ہی دن میں ولی کامل ہوگئے۔

کرامت :- میاں شیخ خلیل اپنے ایک مرید کو ایک کلاہ عنایت فرمائی۔ اتفاقاً جنگ کے موقعہ پر لڑنے گئے تیر ٹوپی پر لگے مگر کچھ اثر نہ ہوا۔

کرامت :- جوہری بازار آگرہ سے گزر رہے تھے، جوہریوں کے لڑکوں پر نظر پڑی کلمہ پڑھنے لگے اور مسلمان ہوگئے۔

صوفیا رکے یہ وہ تصرفات روحانی تھے۔ جس کے اثر سے اسلام پھلا پھولا جس میں نہ جبروتشدد تھا اور نہ تلوار کے کوئی کرشمے دکھائے گئے تھے۔

مآخذ :-

۱- آزاد : محمد حسین - دربار اکبری (اردو) مطبوعہ - ۱۸۹۸ء - دارالاشاعت پنجاب

۲- آزاد :- غلام علی بلگرامی، انیس المحققین فارسی قلمی - کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد دکن

۳- امام الدین :- تاریخ الاولیا (اردو) مطبوعہ

۴- اکبر علی، سید، اکبرآبادی - تذکرہ ابوالعلا مطبوعہ ۱۹۲۶ء آگرہ

۵- احید الدین، مرزا سجادہ ابوالعلا - اسرار ابوالعلا مطبوعہ آگرہ

۶ ابوالعلا میر قدس سرہ مکتوبات ابوالعلا. فارسی، قلمی ۱۲۰۴ھ کتب خانہ آصفیہ حیدرآباد

۷- تاریخ مدفونین بلخ وحالات سمرقند فارسی قلمی - تراجم فارسی

۸- ٹیک چند بہار : تذکرہ ہمیشہ بہار فارسی قلمی -

© rasailojaraid.com